مضمون: اُردو

سبق نمبر:۱ نظم: حمد از محمد اسمٰعیل میرٹھی فہرست: خلاصہ،تشریح،سوال

جواب،مرکزی خیال،قواعد

سوال نمبر ا۔ نظم "حمد" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب۔ نظم "حمد" اسمٰعیل میرٹھی نے لکھی ہے۔وہ بچوں کے مشہور اور کامیاب ترین شاعر مانے جاتے ہیں۔انہوں نے اپنے کلام میں زیادہ تر بچوں کی نفسیات کا خیال رکھا۔شاعر کہتا ہے کہ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے یہ زمین اور آسمان بنائے ہیں۔جس نے مٹی سے پھل پھول پیدا کیے ہیں۔جس نے ہمیں سورج جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔اس کی حرارت سے ہم گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں۔اس خدائے بزرگ وبرتر نے طرح طرح کے پرندے بنائے ہیں۔جو ہر دم اس کی پاکیزگی،عظمت اور قدرت کے گیت گاتے ہیں۔اس نے اپنی رحمت سے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کیں ہیں۔ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کی بخششوں اور نوازشوں کی اہمیت کو تسلیم کرکے ان کی قدر کریں۔تدبر اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے دنیا کی ہر چیز سے خدا کی صفت اور کاری گری صاف ظاہر ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۲۔ اس نظم کا مرکزی خیال لکھیں۔

جواب۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔زمین،آسمان،پھل،پھول،پودے،ندیاں،پرندے،غرض بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں۔ہمیں ان چیزوں کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتے ہوئے ان کی قدر کرنی چاہیے۔دنیا کی ہر شے سے اس کی رحمت،عظمت اور کاری گری کا اظہار ہوتا ہے۔ہمیں اس رحمت اور اس کرم کے ساتھ ساتھ تمام مہربانیوں کے لئے اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

تشریح۔

تعریف اُس خدا کی ------- کیا خوب چشمہ تو نے،اے مہربان بنایا

حوالہ: یہ اشعار "حمد" سے لئے گئے ہیں۔اس کے شاعر اسمٰعیل میرٹھی ہیں۔وہ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۷ء میں انتقال کر گئے۔

تشریح: ان اشعار میں شاعر خدائے بزرگ وبرتر کی حمد وثنا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے یہ دنیا بنائی ہے۔یہ خوب صورت زمین اور حسین آسمان بنایا ہے۔اس نے مٹی سے پھل اور پھول پیدا کیے ہیں۔اس نے سورج کی صورت میں ہمیں ایسا چشمہ عطا کیا ہے جس سے مسلسل حرارت اور روشنی پھوٹتی ہے۔اس نے بے شمار نعمتیں عطا کر کے ہم پر مہربانی کی ہے۔

یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ------- یہ کارخانہ تو نے کب رایگاں بنایا

تشریح: ان اشعار میں شاعر فرماتے ہیں کہ یہ چہچہاتے پرندے اپنی اپنی پیاری اور سریلی آواز میں ہر صبح، ہر شام خدا کی عظمت کے گیت گاتے ہیں، اس کی ثناخوانی کرتے ہیں۔ خدا نے ہی ہمارے لئے بے شمار نعمتیں پیدا کیں ہم ان کی قدر کرتے ہیں اور اس مہربانی کے لئے خدا کے شکر گزار ہیں۔ اس عالمِ موجودات کی ہر شے سے خدا کی کاری گری اور ہنر مندی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس خدا تعالیٰ نے یہ دنیا یوں ہی فضول اور بے کار نہیں بنائی ہے۔

درسی سوالات

سوال نمبر ۱۔ شاعر نے بیل بوٹوں کو مٹی سے اُگایا ہوا کیوں کہا؟

جواب: شاعر نے بیل بوٹوں کو مٹی سے اُگایا ہوا اسلئے کہا ہے کیوں کہ خدا نے بے جان زمین میں ایسی صلاحیت پیدا کی ہے کہ اس میں انواع و اقسام کے پھل، پھول اور پیڑ پودے اُگتے ہیں۔ خدا کی کاری گری سے بے جان مٹی میں رنگ برنگے پھل پھول اور ہریالی پیدا ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۲۔ سورج کو چشمہ کیوں کہا گیا ہے؟

جواب۔ سورج خدا کی عطا کی ہوئی ایک عظیم نعمت ہے۔ اسی کی بدولت پھل پھول اور اناج پکتے ہیں۔ دنیا میں توانائی اور حرارت حاصل کرنے کا یہ ایک بڑا ذریعہ ہے۔ جس طرح چشمہ سے مسلسل پانی پھوٹتا ہے، اسی طرح سورج سے لگاتار گرمی اور روشنی خارج ہوتی رہتی ہے۔ اسی لیے شاعر نے سورج کو چشمہ کہا ہے۔

سوال نمبر ۳۔ چڑیاں خدا کی تسبیح کیسے کرتی ہیں؟

جواب۔ چڑیاں صبح و شام دنیا اور اس میں موجود خدا کی کاری گری سے محظوظ ہو کر اپنی چہچہاہٹ میں خدا کی عظمت اور پاکیزگی کی تعریف کرتی ہیں۔ اسی لیے شاعر نے چڑیوں کو خدا کا تسبیح خواں کہا ہے۔

سوال نمبر ۴۔ آخری شعر میں کارخانے سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ آخری شعر میں خارخانے سے مراد عالمِ موجودات یعنی یہ عالمِ رنگ و بو، یہ حسین اور وسیع دنیا۔

مضمون: اُردو

سبق نمبر:۲ انشائیہ: از کنھیالال کپور فہرست: خلاصہ،سوال جواب،مرکزی خیال،قواعد

سوال نمبرا۔ انشائیہ" بے تکلفی " کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب۔ مصنف نے اس انشائیہ میں بے تکلفی اور تکلف کے درمیان موازنہ کرکے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایسا تکلف جس کی انتہائی حد "پہلے آپ' ہو بے تکلفی سے ہزار درجہ بہتر ہوتا ہے۔اس میں زیادہ خرچ بھی نہیں ہوتا اور وظاہرداری بھی قائم ودائم رہتی ہے۔

ذوق نے اپنے ایک شعر میں تکلف کو تکلیف کا سبب قرار دیا ہے۔مگر مصنف کے نزدیک تکلف سے اگر تکلیف ہوتی ہے تو بے تکلفی سے کون سی راحت ملتی ہے۔مصنف مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ داروغہ جہنم سے ذرا سا تکلف برتنا، آپ کو جہنم کے بجائے جنّت میں پہنچا سکتا ہے۔اس کے برعکس داروغہ جنّت سے بے تکلفی آپ کو جنّت جیسی جگہ میں بھی چھٹی کا دودھ یاد دلاسکتی ہے۔تکلف میں کچھ خرچ کیے بغیر ظاہرداری نبھادی جاتی ہے۔آپ کے گھر مہمان آتے ہیں تو آپ ان سے کچھ لینے کی فرمائش کرتے ہیں۔تھوڑے سے انکار کے بعد وہ کوئی معمولی سی چیز لینے پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہیں۔اس کے مقابلے میں اگر کوئی بے تکلف دوست آجائے تو وہ آپ کے چائے کے بارے میں پوچھنے پر اپنے ناشتے کی ایک لمبی چوڑی فہرست پیش کردے گا۔بے تکلفی میں ویسے بھی بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔مگر کبھی کبھی اس کے باعث شرمندگی بھی اٹھانا پڑتی ہے۔بے تکلف یار دوست انسان کے حالات وواقعات کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے اور معزز لوگوں کے سامنے اس طرح پیش آتے ہیں کہ شرم کے مارے آنکھیں اٹھانا مشکل ہو جاتی ہے۔یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایسے بے تکلف دوستوں کے بیچ پھنس جاتا ہے جو ایک دوسرے کو گندی گندی گالیاں دیتے ہیں کہ جان بچانی مشکل ہوجاتی ہے۔مصنف کے ایک دوست جب ان کے یہاں آتے تو نہ صرف سواری کا کرایہ ان سے دلواتے بلکہ رخصت ہوتے وقت ایک آدھ سوٹ بھی لے کر جاتے تھے۔ایک دوسرے بے تکلف دوست سڑک کے بیچو بیچ ان سے بے تحاشا بغل گیر ہوکر انھیں تماشا بنادیا کرتے تھے۔بے تکلفی کے باعث دوستوں سے مصنف کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ایک بے تکلف دوست نے انھیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے ان کا ریل کا ٹکٹ پھاڑ دیا۔ایک دوسرے بے تکلف دوست نے ان کو دریا ہی میں دھکا دے دیا۔اس کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ اگر آپ اس بات کے حامی ہیں کہ

"اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر" تو ہم تو آپ سے یہی کہیں گے کہ صاحب آپ کا بے تکلف دوستوں سے پالا ہی نہیں پڑا۔

سوال نمبر۲۔ اس سبق کا مرکزی خیال لکھیں۔

جواب۔ یہ انشائیہ کھنیا لال کپور نے لکھا ہے اس میں انہوں نے تکلف اور بے تکلفی کا موازنہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ضرورت سے زیادہ تکلف اور بے تکلفی دونوں پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔لیکن وہ تکلف جس کی انتہائی حد ''پہلے آپ'' ہو بے تکلفی سے کئی گنا بہتر ہوتا ہے۔اپنی دلیل کے لیے مصنف نے کئی مثالیں دے کر ثابت کیا ہے کہ تھوڑا سا تکلف برتنے سے شان و شوکت بھی برقرار رہتی ہے اور پریشانی یا شرمندگی بھی نہیں اٹھانا پڑتی ہے۔

درسی سوالات

سوال نمبر۱۔ بے تکلفی سے کیا پریشانی ہوتی ہے؟

جواب۔ بے تکلفی سے طرح طرح کی پریشانیاں ہوتی ہیں۔اس کی وجہ اکثر و بیشتر شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔بے تکلف دوست آپ کا کھانا کھا کر بھوکا رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ڈھیر ساری فرمائشیں پوری کرنے کے باوجود وہ آپ سے خوش نہیں ہوتے ہیں۔بے تکلفی سے ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انسان تکلف کی دہائی دینے لگتا ہے۔بعض اوقات بے تکلفی انسان کا تماشا بنا کر رکھ دیتی ہے۔

سوال نمبر۲۔ تھیکرے نے اپنے ایک کردار کی بے تکلفی کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب۔ تھیکرے نے اپنے ناول میں ایک کردار کی بے تکلفی کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ صاحب جس دوست کے پاس بھی تشریف لے جاتے تھے تو رخصت ہوتے وقت اس سے ایک قمیض ضرور ادھار لیا کرتے تھے۔

سوال نمبر۳۔ ''اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر'' اس مصرعے میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

جواب۔ اس مصرعے میں شاعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کہہ رہے ہیں کہ تکلف کرنے یا برتنے سے صرف اور صرف تکلیف ہوتی ہے اس لیے ہمیں ہرگز تکلف نہیں کرنا چاہیے۔

قواعد

سوال۔ نیچے لکھے ہوئے محاروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

جواب۔ ہینگ لگے نہ پھٹکری۔ کچھ خرچ نہ ہونا۔ خوش اخلاقی سے پیش آنے میں ہینگ لگے نہ پھٹکری اور ثواب بھی ملتا ہے۔

چھٹی کا دودھ یاد آنا۔ مصیبت میں پھنسنا۔ اتنے جوتے ماروں گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔

دانتوں میں انگلیاں دبانا۔ حیرانگی کا اظہار کرنا۔ اس کی نازیبا حرکت دیکھکر لوگ دانتوں میں انگلیاں دبانے لگے۔

سوال۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے واحد، جمع بنائیے۔

جواب۔ ہاتھ۔ ہاتھوں، نشان۔ نشانات، جوتی۔ جوتیاں، ٹوپی۔ ٹوپیاں،

فرض۔ فرائض، احسان۔ احسانات، سوال۔ سوالات، جنگل۔ جنگلات

جواب۔ جوابات، منزل۔ منازل۔

سوال۔ زمانے کے لحاظ سے فعل کی قسمیں بتائیے اور ان کی تعریف کیجیے۔

جواب۔ زمانے کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ زمانہ ماضی: جو کام گزرے ہوئے وقت میں کیا گیا ہو، اُسے زمانہ ماضی کہتے ہیں۔ جیسے وہ کل آگرہ گیا تھا۔

۲۔ زمانہ حال: جو کام موجودہ زمانے میں کیا جا رہا ہو۔، اُسے زمانہ حال کہتے ہیں۔ جیسے وہ اسکول جا رہا ہے۔

۳۔ زمانہ مستقبل: جو کام آنے والے وقت میں کیا جائے گا، اُسے زمانہ مستقبل کہتے ہیں۔ جیسے وہ میچ کھیلے گا۔